۲۸۷۱ ~~۶۶۴۹~~

۲۸۷۲ ~~۶۶۵۰~~

مسیح موعود

سحر مبین
فی اوصاف المعصومین

# مسیح موعود

علامہ حائری

# مطبوعات خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

**دلیل المتعہ** } اس کا مضمون نام سے ہی ظاہر ہے۔ یہ ایک معرکتہ الآرا فیصلہ کن رسالہ ہے جس میں مسئلہ متعہ کے متعلق ہر پہلو سے عقلی و نقلی بحث کی گئی ہے اور مخالفین کے ہر اعتراض کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔ رسالہ قابل دید ہے قیمت ۴ر

**المذبوح** } اس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلین سب سُنی ہی تھے اور اس کا مدلل ثبوت کتب اہلسنت سے دیا گیا ہے نیز اسباب شہادت و اعتراضات کے جوابات بھی درج ہیں۔ قیمت صرف ۲ر

**الذبیح** } جس میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے متعلق بعض واقعات عجیبہ اور حالاتِ غریبہ کا مدلل بیان اور تعزیہ داری میں رکاوٹ ڈالنے کار ازاور غیر مشروع امور کی اصلاح درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

**النظر** } جس میں انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کے رسالہ شیر و شکر کے اعتراضات کا مہذبانہ جواب اور مسئلہ نکاح شیعہ و سُنی کا مدلل فیصلہ درج ہے قیمت فی جلد صرف دو آنے ... ... ... ... ... ۲ر

**القتیل** } جواز تعزیہ داری کے دلائل قاطعہ اور اس کے فوائد کثیرہ۔ اور رسوم تعزیہ داری کی اصلاح کی گئی ہے۔ قیمت صرف ۲ر

**منہج المعاد** } وضو غسل۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ خمس۔ نکاح طلاق احکامِ میت اور دیگر تمام ضروریہ مسائل فقہ علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام ظلہ کے جملہ مقلدین کے لئے عملیہ ضروریہ۔ قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ:۔ **کربلائی شیخ غلام علی شہید یہ منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور**

وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ

مسئلہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا قرآن و حدیث سے مدلل ثبوت اور
مرزائیوں کے مایۂ ناز مسئلہ وفاتِ مسیح کی مکمل تردید اور متعلقہ اعتراضوں
کا مفصل فیصلہ۔ الموسومہ بہ

# مسیح موعود

از افاداتِ عالیہ

حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین سلطان المحدثین محی الملت والدین
رئیس الشیعہ مدار الشریعہ نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار شریعتمدار علامہ
سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان! دام اللہ ظلالہ

جس کو

کربلائی شیخ غلام علی شہید یہ منیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

نے

گیلانی پریس لاہور باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپوایا

# صدائے درا

مُصنفہ

## مولٰنا سیّد برکت علی شاہ صاحب وزیرآبادی

یہ نظم کی کتاب ہے جو اپنی شان اور ترتیب کے لحاظ سے بے بدل ہے اس کا ایک ایک شعر گوہر یکتا ہے ۔ علو ہمتی ۔ بلندی خیالات اور معرفت کے رموز کا خزانہ ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا درجہ موجوداتِ عالم میں کس قدر ارفع ہے ۔ اور اس کے ذمے کیا کیا فرائض ہیں ۔ آنحضرتؐ ۔ حضرت علیؑ ۔ امام حسینؑ ۔ آخرالزمان حضرت آل محمدؐ ۔ مردانِ خدا ۔ شامتِ اعمال ۔ شراب خوری ۔ احسان فراموشی ۔ سود خوری ۔ حافظ حقیقی ۔ جذبات وغیرہ وغیرہ کے متعلق اچھوتے مضامین باندھے گئے ہیں ۔ جو نکتہ آفرینی اور نازک خیالی میں کسی نامور شاعر سے کم نہیں ہے ۔ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ اس نظم کے مطالعہ سے مرزا غالب ۔ حافظ شیرازی ۔ عرفی اور فردوسی کی تصانیف کا لطف حاصل ہو جاتا ہے سائز $\frac{22\times18}{8}$ حجم ۱۴۰ صفحات ۔ کاغذ ۲۴ پونڈ سفید ۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے +

قیمت فی جلد صرف نو آنے ۹ر

**نوٹ** ۔ ناظرین یہ وہی کتاب ہے جس کا اشتہار بعنوان "انسان اور عرفان" کے دیا گیا تھا ۔ اب اس کا نام صدائے درا رکھا گیا ہے ۔ اور مزید اضافہ کے ساتھ شائع کی گئی ہے +

کربلائی شیخ غلام علی شہید ۔ مینیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

# مسیح موعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ عمیم آلائہ - وجزیل نعمائہ - ولہ الشکر ملأ ارضہ و سمائہ فی افضل صلواتہ وتسلیماتہ - علیٰ افضل انبیائہ - و اشرف سفرائہ - محمد الہادی الیٰ سبیل الرشد وسوائہ - و علی المعصومین من عترتہ وخلفائہ - و ذریتہ واوصیائہ - الباذلین نفوسھم فی اعلان دین الحق واعلائہ - **اما بعد**

اہل اسلام کو عموماً اور اہل ایمان کو خصوصاً معلوم ہونا چاہیئے - کہ مرزا صاحب قادیانی اور اُس کی جماعت کے پاس مایۂ ناز صرف ایک مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام ہے - جس پر محمودی اور پیغامی دونوں پارٹیاں نازاں ہیں - کہ مسلمانوں کے جملہ فرقے نہ مسئلہ وفات مسیح میں ہمارے دلائل کی تردید کر سکتے ہیں اور نہ حیات مسیح کو ثابت کر سکتے ہیں - عام طور پر اس کے متعلق اطراف وجوانب سے میرے پاس بکثرت خطوط موصول ہو رہے ہیں - کہ مسئلہ حیات و ممات مسیح پر بدلائل وبراہین میں اپنے خیالات کا اظہار کروں - اور اس کے متعلق قرآنی فیصلہ جو کچھ بھی ہو - لکھ دوں - تاکہ حیات ووفات مسیح میں مرزائیوں نے جس قدر پیچیدگیاں پیدا کر رکھی ہیں - زائل ہوں - اور مسلمان اُن کے ان ہتھکنڈوں سے بچ سکیں -

اس لئے کثرت مشاغل شرعیہ اور عدیم الفرصتی کے باوجود میں اس مختصر رسالہ میں پہلے تاریخی واقعہ حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھ کر ذیل میں ازالہ اعتراضات کرونگا۔

**تواریخ** معتبرہ میں اسانید معتمدہ سے مرقوم ہے۔ کہ حضرت عیسٰی ع کے زمانہ میں ایک ظالم باوشاہ تھا۔ جناب عیسٰی علیہ السلام خدا کی طرف سے مامور ہوئے۔ کہ اُس کو دین حق کی دعوت دیں۔ اور صراط مستقیم بتائیں۔ وہ ططبانوس یا داؤد بن لوزا کے نام سے مشہور تھا۔

بنا بر ایں جناب عیسٰی علیہ السلام نے اس کے پاس یہ ظاہر کیا۔ کہ میں پیغمبر ہوں۔ اور کتاب انجیل ہدایت خلق کے لئے خدا کی طرف سے لیکر آیا ہوں۔ جس میں اس زمانہ کے مصالح کے موافق احکام اور اوامر و نواہی سب موجود ہیں۔ اور میں مامور کیا گیا ہوں۔ کہ خدا کے احکام تم سب کو پہنچاؤں اس لئے تم کو چاہئے۔ کہ میرے دین کی متابعت کرو۔ اور اس کی پیروی میں خدا کی پرستش میں منہمک ہو جاؤ۔

ظالم بادشاہ نے نہ صرف دین عیسٰی علیہ السلام سے ہی انکار کیا۔ بلکہ آنجناب کی تکلیف اور ایذاء رسانی کے درپے ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے یہ مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ جناب مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے۔ آنجناب علیہ السلام اس ملعون کے خوف سے مخفی تبلیغ کرتے رہے۔

اسی اثناء میں آپ نے حواریوں سے ایک روز وصیت کی۔ کہ یاد رکھو۔ میرے بعد قوم قریش میں سے ایک آخری نبی امی العربی ص آنے والا ہے۔ جس کو محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے پکارا جائیگا۔ وہ لوگوں

کو دین اسلام کی طرف دعوت دیگا۔ اور انس و جن۔ اور سفید و سیاہ کی طرف مبعوث ہوگا۔ ان کا دین جملہ ادیان سلف کا ناسخ ہوگا۔ اور ان کے بعد دامن قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئیگا۔ اور اُسی کی نبوت دین اور شریعت قائم و دائم رہیگی۔ اس کی اُمّت کے علما کا مرتبہ انبیاً سلف کے برابر ہوگا۔ یہ میری وصیت ہے۔ تم میں سے ہر شخص بطناً بعد بطن اپنی اولاد کو بتاتے رہنا۔ یہاں تک کہ جو شخص آنجناب ؐ کو پالیوے۔ خود اُس پر ایمان لائے۔

مسیحؑ کے حواریوں میں ایک شخص جو منافق تھا۔ اس ظالم بادشاہ کے پاس حاضر ہُوا۔ اور جناب مسیحؑ کے مخفی ہونے اور اسرار سے بادشاہ کو اس نے مطلع کیا۔ پس بادشاہ کی طرف سے کچھ لوگ تاریکی شب میں جناب مسیح ؑ کو گرفتار کرنے کے لئے پہنچے۔ اور مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے انہوں نے ایک مکان کے اندر قید کر دیا۔ اور چاروں طرف سے اس مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ جب صبح ہوئی۔ تو اس ظالم بادشاہ کے حکم سے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لئے ایک مکان کے اندر انتظام کیا گیا اور یہودیوں کا انبوہ کثیر وہاں جمع ہوگیا۔ اس وقت جبریل بحکم رب جلیل نازل ہوئے۔ اور اس قیدخانہ کے چھت کی طرف سے جناب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے۔ صبح جب آفتاب طلوع ہُوا۔ تو یہودیوں نے ایک شخص کو اس قیدخانہ میں اس غرض سے بھیجا۔ کہ وہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لئے پکڑ لائے۔ وہ شخص جب داخل ہُوا۔ تو مکان کو اس نے بالکل خالی پایا۔ خدایتعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی وقت اس متجسّس اور متفحص شخص کو جناب مسیح علیہ السلام

کا ہم شکل و صورت بنا دیا۔ یہ ہم شکل مسیح بے نیل مرام باہر آن کر جماعت سے کہنے لگا۔ کہ مکان اور قید خانہ کے اندر تو مسیح کا پتہ بھی نہیں ہے جماعت نے اس شخص کو مسیح کی شباہت کے سبب شبہ میں پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تو ہی تو مسیح ہے ہم مامور ہیں۔ کہ تجھے صلیب پر چڑھائیں۔ غرض اسی شبہ میں وہ شخص صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ اور مسیح آسمان پر چلے گئے۔ اور آیت مجیدہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ میں نے درج کر دیا ہے۔

**اس آیت** سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ قتل ضرور واقع ہوا ہے۔ کیونکہ لفظ شبّہ آیت میں موجود ہے۔ لکن ما قتلوہ وما صلبوہ سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام یقیناً نہ تو قتل کئے گئے۔ اور نہ صلیب پر چڑھائے گئے۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ عبد بن حمید۔ سعید بن منصور۔ ابن ابی حاتم اور ابن مرویہ نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔ اور جمہور اہل اسلام کا اسی پر اتفاق اور اجماع ہے۔

**کلبی** نے بروایت ابی صالح ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ کہ اس ظالم بادشاہ کا نام ططبانوس تھا۔ اور سیوطی نے تفسیر در منثور میں بادشاہ کا نام **داؤد** بن لوزا لکھا ہے۔

**وہب** بن منبہ سے منقول ہے۔ کہ حضرت مسیح کو رات کے وقت پکڑ لیا گیا۔ کہ صبح ہوتے ہی صلیب پر چڑھا دیا جائے۔ مگر فرشتوں نے مسیح کو آسمان پر پہنچا دیا۔ اور یہودیوں کو اس کا پتہ بھی نہ لگ سکا۔ اور وہ تکتے ہی رہ گئے۔

**اختلاف ہے۔** اس میں کہ جس کو شبہ میں سولی چڑھایا گیا۔ منافق تھا

یا موافق بعض نے لکھا ہے کہ وہ یہودی تھا اور مسیح کا سخت دشمن تھا۔ اور بعض لکھتے ہیں۔ کہ وہ شخص جناب مسیحؑ کے حواریوں میں سے تھا۔ لکن بعد میں وہ بھی منافقوں میں مل گیا تھا۔ اور مسیحؑ نے پہلے ہی حواریوں کو خبر دی ہوئی تھی۔ کہ کل صبح تم ہی سے ایک شخص دین کو دنیا سے بیچ دیگا۔ ایسا ہی ہوا۔ کہ صبح ہوتے ایک حواریوں میں سے یہودیوں کے ہاں گیا اور تیس درہم لیکر مسیح علیہ السلام کے مخالف ہوگیا۔ اور تمام راز یہودیوں سے کہہ کر مسیحؑ کو پکڑوایا۔ قدرت نے مسیحؑ کو تو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور وہ شخص منافق شبہ میں خود گرفتار ہو کر سولی چڑھا دیا گیا۔

**فخر رازی** نے لکھا ہے۔ کہ جبریل بحکم رب جلیل جب مسیح علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے۔ تو لوگ تین فرقوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک فرقہ تو مسیحؑ کو خدا سمجھنے لگا۔ دوسرا فرقہ ابن اللہ اور تیسرے فرقہ کا یہ عقیدہ ہوا۔ کہ مسیحؑ نہ تو خدا ہے۔ اور نہ ابن اللہ ولکنہ عبد اللہ و رسولہ بلکہ وہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ زندہ ہے بوقت ظہور حضرت مہدی موعود زمین پر دوبارہ نازل ہو کر زمین کو عدل و ایمان سے بھر دیں گے۔ (یہی عقیدہ صحیح ہے)۔

## حیات اور صعود مسیح الی السما کا قرآنی ثبوت

قولہ تعالیٰ یٰعیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اس آیت میں مسیح علیہ السلام کے حیات اور صعود الی السماء دونوں کا ثبوت موجود ہے کیونکہ لفظ تَوَفِّی عرب اہل لسان کی محاورات میں قبض کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور عرف میں کہا جاتا ہے۔ وفانی فلان دراھمی یعنے

فلاں شخص نے دراہم میرے قبضہ میں دیدئیے۔ لہٰذا توفّی کے معنے قبضہ کے بھی ہو سکتے ہیں۔

**نوم** کے معنی میں بھی لفظ توفّی استعمال ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ هُوَ الَّذِی یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ اور متوفیک ممیتک کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

**وفات** کے معنے لینے والوں کو اختلاف ہے۔ کہ صعود الی السماء سے پہلے مسیح علیہ السلام فوت ہوئے تھے۔ اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر گئے تاکہ آسمان پر پہنچانے کے بعد زندہ کئے گئے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کتنے عرصہ کے بعد زندہ کئے گئے۔ وہ کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تین گھنٹے۔ یا سات گھنٹے ان پر موت واقع ہوئی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ بمجرد مر جانے کے وہ زندہ کئے گئے۔ اور ایک جماعت اس بات کی بھی قائل ہے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر پہنچائے گئے۔ اور وہاں ان پر موت واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ نوم (نیند) کی حالت میں وہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ کیونکہ نوم بھی توفّی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لقولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِی یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ ای ینیمکم ولقولہ تعالیٰ اللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا لکن شان نبوّت کے شایان اصح قول یہ ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ اور وہ اس وقت تک زندہ ہیں۔ اور وقت موعود پر نازل ہو کر امام ثانی عشر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ اقتدا کرینگے۔

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ آسمانوں میں کچھ بقعات خدا کے ہیں۔ جب کسی شخص کو خدا ان بقعات

میں سے کسی بقعہ تک پہنچاتا ہے۔ تو گویا خدا نے اُس کو اپنے پاس بلا لیا۔
کیا تم نہیں سُنتے کہ عیسٰیؑ بن مریمؑ کے قصّہ میں فرمایا ہے۔ بَلْ رَّفَعَهُ
اللّٰهُ اِلَيْهِ (بلکہ خدا نے اُس کو اپنے پاس بُلا لیا)۔ تفسیر عیاشی میں ہے
کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام
آسمان پر بُلائے گئے ہیں۔ تو اُون کا ایک جُبّہ پہنے ہوئے تھے۔ جسے حضرت
مریمؑ نے اپنے ہاتھ سے کاتا تھا۔ اور بُنا تھا۔ رنگ اُس کا سیاہ تھا۔
جب وہ آسمان پر پہنچ گئے۔ تو آواز آئی۔ کہ اے عیسٰیؑ اب دنیا کی زینت
کو دُور کردو۔ غرض مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے اور مصلوب
مقتول نہ ہونے کے ثبوت کے لئے مختلف وجوہ ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

**وجہ اوّل**۔ مذکورہ آیت میں لفظ رَافِعُكَ قرینہ صحیحہ ہے کہ مُتَوَفِّيْكَ
اس آیت میں انی عاصمك من تصلك الکفار و موخرك الی اجل اکتبه
لك کے معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر متوفیك ممیتك کے معنی میں ہو تو فقرہ رافعك
بے معنی اور لغو قرار پاتا ہے۔ اور دوسرا قرینہ وماقتلوہ وماصلبوہ یقیناً
بھی موجود ہے۔ جس میں علانیہ صلیب کا سلب اور قتل کی نفی بلفظ یقیناً
کی گئی ہے۔ اس لئے مُمِيْتُكَ کے معنی میں لفظ مُتَوَفِّيْكَ لیا جا سکتا ہی
نہیں۔ اور جنہوں نے اس کو مُمِيْتُكَ کے معنی میں لیا ہے۔ اُنہوں نے
منشاء قرآن کے خلاف راہ اختیار کی ہے۔ فانهم قد ضلوا و اضلوا۔

**وجہ دوم**۔ یہ ہے۔ کہ قرآن میں آیا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ
اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ پ ۶ ع ۲۔ کہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص
بھی باقی نہیں رہیگا۔ مگر یہ کہ اُس کو اپنے مرنے سے پہلے یا مسیحؑ کے مرنے سے
پہلے مسیحؑ پر ضرور ایمان لانا پڑیگا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ابھی تک یہ وعدہ پورا

نہیں ہوا ہے۔ پس لازماً یہ ثابت ہوا۔ کہ جناب مسیحؑ یقیناً مرے نہیں ہیں
اور اُس وقت تک برابر زندہ رہینگے۔ کہ تمام اہل کتاب اُن پر ضرور ایمان
لائیں۔ وہی زمانہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔ روایتوں سے
بھی اسی معنی اور مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر قمی میں شہر بن حوشب
سے منقول ہے۔ کہ مجھ سے حجاج نے یہ کہا کہ اے شہر کتاب خدا کی ایک آیت
نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اے امیر وہ کون سی آیت ہے۔
تو اُس نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ
قَبْلَ مَوْتِهِ۔ اور کہا کہ میں کسی یہودی یا نصرانی کی گردن مارنے کا جب حکم دیتا
ہوں۔ پھر فوراسی اُس کو مہلت دیدیتا ہوں۔ پھر اُس کے ہونٹھ بھی حرکت کرتے
نہیں دیکھتا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا پتہ چلے۔ شہر بیان کرتا
ہے۔ کہ میں نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ اس آیت کی تاویل یہ نہیں ہے۔
جو آپ نے فرمائی۔ اُس نے کہا۔ پھر کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام
قبل قیامت دنیا میں تشریف لائینگے۔ اس وقت کوئی یہودی یا غیر یہودی ایسا
باقی نہ رہیگا۔ جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ اور حضرت مسیحؑ
خود جناب مہدی موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھتے ہونگے۔ حجاج بولا۔
وائے ہو تجھ پر یہ تاویل تو نے کہاں سے پیدا کی۔ میں نے کہا۔ کہ مجھ سے یہہ
حدیث امام محمد باقر علیہ السلام نے بروایت اپنے آباء و اجداد کے بیان کی
ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ گوہر تو ایسے چشمہ سے نکلا ہے جس میں کوئی میل
کچیل نہیں ہے۔ اہلسنت کے طریق میں یہ روایت مجاہدؒ۔ ضحاکؒ۔ سدیؒ۔
ابن سیرین اور جویبر سے تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے بھی نقل کی ہے۔
اور فریقین میں متفق علیہ ہے۔ اس لئے صحیح اور یہی قابل عملدرآمد ہے۔ اور

اسی پر جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

**وجہ سوم** ۔ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ پ۳ ع۱۳۔ اس آیت میں توفی جناب مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے لفظ اِنِّیْ کے ساتھ اپنی ذات مقدسہ کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ وقوع واقعہ صلیب سے قبل علام علیم متعال میں یہ قیل و قال گذر چکا تھا۔ کہ لوگ شباہت کے شُبہ میں ایک غیر مسیح کو صلیب پر چڑھا دینگے۔ اور اس مقتول کو مسیح سمجھ لینگے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کے حیات کے متعلق یوں شہادت دی۔ کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (یعنی ان کو شُبہ ہوا ہے۔ کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو سُولی دیا اور قتل کر دیا وحال آنکہ مسیح علیہ السلام نہ تو سولی چڑہایا گیا۔ اور نہ قتل کیا گیا۔ کیونکہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ بمعنی اِنِّیْ عَاصِمُكَ ہے کہ میں تیرا مارنے والا ہوں۔ اور دشمنوں سے تجھے بچانے والا ہوں۔ حدیثوں سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر قمی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جس شب کو خدا نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا ہے۔ اس شب کے متعلق آپ نے اپنے اصحاب سے وعدہ لیا تھا چنانچہ وہ شام کو حضرت کے پاس جمع ہو گئے۔ ان سب کو حضرت نے ایک مکان میں پہنچایا۔ اور خود ایک چشمہ میں سے جو اس مکان کے کونے میں تھا۔ سر سے پانی جھاڑتے ہوئے نکلے۔ اور فرمایا کہ مجھے وحی خدا پہنچی ہے۔ کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اُٹھانے والا ہے۔ اور یہود کے شر سے مجھے بچانے والا ہے۔ تم میں سے کون شخص اس کو گوارا کریگا۔ کہ وہ میرا ہم صورت بنا دیا جائے۔ پھر وہ قتل کیا جائے۔ صلیب پر کھینچا جائے۔ مگر آخرت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو۔ ان میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یا روح اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا تو ہی وہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام

نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے۔ کہ صبح ہونے سے پہلے بارہ مرتبہ کفر کریگا
ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ یا نبی اللہ وہ میں ہوں۔ فرمایا اگر تو اپنے نفس
میں یہ بات محسوس کرتا ہے۔ تو وہ تو ہی ہے۔ پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام نے
فرمایا۔ کہ تم میرے بعد تین فرقے ہو جاؤ گے۔ دو تو خدا پر بہتان باندھینگے
اور جہنم میں جائینگے۔ اور ایک فرقہ شمعون کی پیروی کریگا۔ اور وہ سچا ہوگا۔
اور بہشت میں جائیگا۔ پھر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اسی گوشے
کے راستہ سے اٹھالیا۔ اور اصحاب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ وہ یہودی شب کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تلاش
میں آئے۔ پہلے تو ان یہودیوں نے اس شخص کو پکڑ لیا۔ جس سے حضرت عیسٰی
علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ ایک شخص صبح ہونے سے پہلے پہلے بارہ مرتبہ کفر
کریگا۔ چنانچہ اس نے صبح ہونے سے پہلے پہلے حضرت عیسٰیؑ کا بارہ مرتبہ
انکار کیا۔ پھر اس نوجوان کو پکڑا۔ جو حضرت عیسٰی کا ہم صورت ہوگیا تھا۔ وہ
قتل بھی کیا گیا۔ اور سولی بھی دیا گیا۔

وجہ چہارم۔ آیت مذکورہ میں لفظ مُتَوَفِّيْكَ صیغہ اسم فاعل ہے۔ جو
تینوں زمانوں۔ ماضی۔ حال۔ مستقبل پر شامل ہوتا ہے۔ پس اس لفظ
مُتَوَفِّيْكَ سے یہ کہاں سے ثابت ہوا۔ کہ عیسٰی علیہ السلام مارے گئے کیونکہ
عربی قواعد کے لحاظ سے یہ معنی تب ہو سکتے۔ اگر صیغہ ماضی کا استعمال ہوتا۔
اور یہاں تو مُتَوَفِّيْكَ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یوں کئے جائینگے۔
کہ اے عیسٰیؑ میں تیرا مارنے والا ہوں۔ اور مفہوم یہ ہوگا۔ کہ میرے سوا تجھے
نہ تو کوئی مار سکتا ہے۔ اور نہ سولی پر چڑھا سکتا ہے۔ پس لازماً مُتَوَفِّيْكَ
اس جگہ عَاصِمُكَ کے معنی میں استعمال ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ شیعہ و سنّی مفسرین

محدثین نے بالاتفاق اسی معنی میں اس جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ وَذَالِکَ کَذَالِکَ وَاِنَّامِنَ الْمُصَدِّقِیْن۔

وجہ پنجم۔ لفظ مُتَوَفِّیْکَ سے شہوات اور حظوظ بشریّت کا ازالہ اور افنا، بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ابوبکر واسطی نے لکھا ہے کہ یٰعِیسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ سے یہ مراد ہے۔ کہ اے مسیح تجھ سے شہوات اور حظوظ بشریّت کو میں سلب اور زائل کرنے والا ہوں۔ کیونکہ کسی بشر کا باوجود شہوات کے آسمانوں پر صعود کرنا اور باوجود حظوظ نفسانیہ کے عالم قدوسیت میں سکونت کرنا یقیناً ناممکن ہے۔ خدائیتعالیٰ نے اس لئے دنیاوی شہوات و لذّات کو جناب مسیحؑ سے سلب کر دیا۔ اور اس لحاظ سے وہ عالم السمٰوات میں فرشتوں کے ساتھ بود و باش کرنے کے قابل ہو سکا۔ اور اس وقت تک وہ اسی مسکن اعلیٰ میں قیام پذیر رہیگا جب تک کہ امام ثانی عشر مہدی موعود علیہ السلام ظہور فرمائینگے تب حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر نازل ہو کر مہدی موعود کی اقتداء کریں گے اور زمین کو عدل و ایمان سے بھر دینے میں ان کے معاون و مددگار رہیں گے۔ یہ معنی اور مفہوم بھی معقول اور قرین صداقت ہے۔

وجہ ششم توفی لغت عرب میں اخذ شئی بتمامہ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے التوفی اخذ الشئی وافیاً پس وقوع واقعہ سے پیشتر علم علیم متعال میں تھا۔ کہ بعض جہال جناب مسیحؑ کے حق میں یہ خیال کرینگے۔ کہ وہ جناب جسد مع الروح کے ساتھ آسمانوں پر صعود نہ کرینگے۔ بلکہ تنہا ان کا روح بغیر جسم کے صعود کریگا۔ اس لئے دفعاً لھم وردًّا علیھم اس آیت کریمہ میں لفظ مُتَوَفِّیْکَ استعمال کیا گیا۔ تاکہ جسد مع الروح کے ساتھ ان کے صعود الی السماء پر دلیل اور حجت قرار پا سکے۔

وجہ ہفتم - انسان موت کے بعد دنیا میں چونکہ منقطع الخیر والاثر ہوتا ہے جناب مسیح علیہ السلام بھی آسمان پر صعود کرنے کے سبب چونکہ اہل زمین کے لئے ایک حد تک بمنزلہ منقطع الاثر ہونے والے تھے۔ اس لئے بھی ممکن ہے - کہ کلمہ مُتَوَفِّيكَ ان کے حق میں استعمال کیا گیا ہو فلا جناح فیہ -

وجہ ہشتم - یہ صورت بھی ممکن ہے کہ لفظ مُتَوَفِّيكَ اس آیت میں اس لئے استعمال ہُوا ہو - کہ اس سے خدا کا مقصود اس امر کو ظاہر کر دینا ہو کہ اے عیسیٰؑ میں ایفا کرنے والا ہوں - اپنے اس وعدے کا جو تیرے متعلق میرے علم میں گذر چکا ہے - کہ میں تجھے آخر زمان تک آسمان پر تمام اہل ادیان کے ایمان لانے کے لئے زندہ رکھونگا - اور خاص اہل کتاب کے ایمان لانے کی خبر تو خصوصیّت کے ساتھ آیت وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ - میں دی گئی ہے - پس اس لئے بھی ایفاء وعدہ سے پہلے ان کا فوت ہونا کسی طرح قرین صحت نہیں ہوسکتا فمالکم كَيْفَ تَحْكُمُونَ ه

وجہ نہم - یہ بھی محتمل ہے - کہ آیت مجیدہ میں مضاف اس جگہ محذوف ہو اور مطلب یہ ہو - کہ يٰعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّي عَمَلَكَ اس طرح قرآن مجید میں کمال فصاحت و بلاغت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کثرت سے ایسی آیتیں موجود ہیں - جن میں مضاف محذوف اور مقدّر ہے ۔ لکن ظاہر بین لوگ سطحی نظر سے قرآن میں تدبر اور غور کرنیکے سوا ہی آیتوں کے غلط سلط معنی کرکے اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں ۔ اور اسلام کی تخریب کرتے رہتے ہیں -

وجہ دہم - یہ بھی محتمل ہے - کہ مُتَوَفِّيكَ مؤخّر ہو اور رَافِعُكَ مقدّم جیساکہ ابن عباسؓ نے اپنی تفسیر میں بذیل آیت مجیدہ اس طرح

فرمایا ہے۔ یٰعِیسٰی اِنِّی رَافِعُکَ اِلَیَّ اَلْاٰنَ وَمُمِیْتُکَ بَعْدَ نُزُوْلِ عَلَی الْاَرْضِ کہ اے عیسیٰؑ اس وقت تو میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور پھر اس کے بعد زمین پر نازل ہونے کے وقت میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اس قسم کی تاخیر و تقدیم بھی بکثرت آیتوں میں مسلّمہ محدثین و مفسرین ہے۔ پس اس سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازیؒ اور تفسیر در منثور امام سیوطی میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ اگر اس سے انکار کیا جائیگا۔ تو بہت سی آیتوں کے معنی میں گڑبڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جیسا کہ مجمع البیان میں مرقوم ہے۔ اما النحویین یقولون علی التقدیم والتاخیر یعنے علماء نحو تقدیم اور تاخیر کے قائل ہیں اور اس آیت میں بھی ان کو تقدیم و تاخیر کا اعتراف ہے۔ جیسا کہ آیت فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ میں نذر قبل العذاب مراد ہے۔

اسی طرح جناب خلیل اللہؑ کے قول بل فعلہ کبیرھم میں جمہور مفسرین نے تقدیم و تاخیر کا اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد نمبر ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۳ سطر ۲۴ میں فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں تعلیق بالشرط اور تقدیم و تاخیر مبتداء و خبر واقع ہوا ہے۔ اور آیت میں تقدیر یوں ہے۔ کہ بل فعلہ کبیرھم ھذا ان کانوا ینطقون فاسئلوھم۔

اسی طرح یہاں بھی تقدیم و تاخیر ہوئی ہے۔ معالم التنزیل میں امام بغوی نے ضحاک وغیرہ جیسی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔ کہ ان کا مذہب اور عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ مؤخر ہے۔ اگرچہ مقدم مرتب ہو گیا ہے۔ فخر رازی اور نیشاپوری نے بھی اس آیت میں تقدیم و تاخیر کا ذکر کیا ہے۔ پس لازماً اس آیت میں بھی تقدیم و تاخیر کا واقع ہونا مسلمہ ہے۔

مفسرین ثابت ہوا۔ اس لئے اس آیت سے ممات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے میں میرزا صاحب قادیانی نے صریح غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور منشاء قرآن کے خلاف کہہ کر ایک مسلمہ عقیدہ جمہور اہل اسلام کی مخالفت کی ہے۔ اور صرف اپنے کو مسیح بنانے کے لئے یہ غلط معنی اختیار کئے ہیں۔ کیونکہ صحیح معنی کرنے میں ان کی مسیحیت ہباءً منثوراً ہو جاتی ہے۔
نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسوء والضلالۃ بعد الھدیٰ۔

## وفات مسیح کی کہانی مرزا قادیانی کی زبانی:

مسئلہ حیات عیسٰی علیہ السلام کے بالبراہین والدلائل ثابت ہو جانے کے بعد مرزا صاحب قادیانی کی کہانی وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق مع التردید ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ مرزا اور مرزائی جماعت انہیں بے سروپا ڈھکوسلوں سے مسئلہ وفات مسیح میں سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں۔ کلمہ فضل رحمانی سے بعض اقتباسات ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ فتدبّروا ولا تکونوا من الغافلین۔

مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں جناب مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق جو کچھ ہفوات لکھے ہیں۔ مع جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

اوّل۔ مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ یٰعیسٰی انّی متوفّیک ورافعک الیّ۔ حضرت عیسٰی مر چکے۔ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔ انجام آتھم۔

دوم۔ مرہم عیسٰی یا مرہم حوارین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے۔ جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشانوں کے نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں

نے حضرت علیٰسیؑ کے لئے تیار کی تھی۔ یعنے جبکہ حضرت عیلسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنۃ کے پنجہ میں گرفتار ہوئے۔ اور صلیب چڑھانے کے وقت اُن کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دُور ہو گئے۔ اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔ ملخصاً بلفظہ حاشیہ متعلق کتاب ست بچن صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ ۱۸۹۵ء مؤلفہ مرزا صاحب۔

سوم۔ ہمارے متعصّب مولوی یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ حضرت علیسیٰ علیہ السلام مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ اور آسمان پر موجود ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں ایک قوی ثبوت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے صفحہ ۳۳۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔ لعنت اللہ علی الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ یعنی یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا ہے...... بلادِ شام میں حضرت علیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہُوا۔ کہ درحقیقت وہ قبر حضرت علیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ ملخصاً حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۶۴ کتاب ست بچن۔

چہارم۔ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں قریباً چودہ برس تک جموّں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں۔ کشمیر میں ایک مشہور اور معروف مزار ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کرکے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہو گا۔ کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی کے

مشابہ ہے۔ دراصل یسوع اسف ہے یعنے یسوع غمگین۔ مگر بعض کا بیان ہے۔ کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے۔ پھر اجنبی زبان میں مستعمل ہو کر یوزا اسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آصف اسم بامسمیٰ ہے...... حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی۔ اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں؟ ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوزا اسف کی قبر کر کے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خانیار ہے۔ بلفظہ ملخصاً حاشیہ صـ۱۶۴ ۔ کتاب ست بچن۔

**پنجم۔** مجھے خدا نے خبر دی ہے۔ کہ عیسےٰ مر چکے۔ اور اس دنیا سے اُٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئینگے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا۔ اور وہ **مسیح میں ہی ہوں** بلفظہ صـ۸ انجام آتھم۔

## ابطال دلائل فاسدہ مرزا قادیانی

**نمبر اوّل۔** میں مرزا قادیانی نے آیت مجیدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ الآیہ میں بخیال خود فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کرنا چاہا مگر وہ ناکامیاب رہا۔ اور بحمد اللہ ہم نے براہین عشرہ کاملہ سے اس مختصر میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو ایسی طرح ثابت کیا ہے۔ کہ مرزائیوں سے آئیں بائیں۔ شائیں کے سوا قیامت

تک اُس کا کوئی جواب نہ ہوسکیگا۔ رہا وفات مسیحؑ میں مرزا صاحب کی چالاکی سو اس کے جواب و تردید میں اس آیت کا ترجمہ جو مرزا صاحب اور ان کے حکیم نورالدین صاحب نے کیا ہے۔ اسی کو پیش کرتا ہوں ۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائیگا۔ کہ مرزا صاحب کی دلیل باطل اور علیل ناقابل اعتماد و وثوق ہے۔ جس سے وہ وفات مسیح یقیناً ثابت نہیں کر سکتے ۔

**الف** ۔ مرزا صاحب کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدّین صاحب کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسٰی میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف بلفظہ ص۹ کتاب تصدیق براہین احمدیہ مؤلفہ حکیم صاحب خلیفۃ المسیح اوّل ۔

**ب** ۔ پھر خود مرزا صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں ۔ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اے عیسٰی میں تجھے کامل اجر بخشونگا۔ یا وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ بلفظ ص۵۵۶ براہین احمدیہ ۔

## ناظرین!

خود غور کرلیں کہ حکیم نورالدین صاحب تو متوفی کے معنی لینے والا ہوں پوری نعمت دونگا۔ کرتے ہیں۔ اور خود بدولت مرزا صاحب پوری نعمت دونگا۔ اور کامل اجر بخشوں گا۔ لکھتے ہیں۔

فرمائیے؟ کہ کس کے اور کون سے معنی صحیح سمجھے جائیں۔ اب مشکل یہ ہے۔ کہ وہ تو مرزا صاحب کے خلیفۃ المسیح ہیں۔ اور خود مرزا صاحب ملہم مسیح۔ نبی اور مرسل کے مدعی ہیں۔ بہر حال مرزا صاحب ہی مقدم سمجھے جانے چاہئیں۔ کیونکہ یہ اصل ہیں۔ اور فرع تابع لیکن

اور مشکل یہ پڑ گئی۔کہ جب براہین احمدیہ میں دو مرتبہ ترجمہ لکھا۔وہ بھی الہام سے۔اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے تو کونسا الہام سچا سمجھا جائے اور کونسا جھوٹا۔ (دروغگو را حافظہ نباشد مشہور مثال ہے)۔

د۔ میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے۔وہ سب باتیں کھول دیگا۔ اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچا دیگا۔سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے۔بلفظہ براہین احمدیہ صـ۳۶۱۔ اس جگہ مرزا صاحب مانتے ہیں۔کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں (یہ ہے حق بر زبان جاری) با دل ناخواہ حق قلم سے نکل ہی گیا۔

ھ۔ ایسے ایسے دکھ اُٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مر گیا۔بلفظہ براہین احمدیہ صـ۳۶۹۔ یہاں پر عیسائیوں کے اقرار کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔اور نہ اپنا اعتقاد اس کو ظاہر کیا۔

و۔ مرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور مشرح و صریح الہام یہ ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔وہ غلبہ مسیحؑ کے ذریعہ سے ظہور میں آویگا۔اور حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاویگا۔بلفظہ براہین احمدیہ صـ۴۹۸-۴۹۹۔

لیجئے۔اب تو سارے الہام مرزا جی کے اس الہام کے نیچے دب گئے۔ اور ساری کارروائی مسیح موعود ہونے کی مٹ گئی۔کیونکہ ان کے ہی

الہام اور تحریر سے حیات مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی۔ اور حضرت مسیح کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا صاحب خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور دین اسلام دنیا میں پھیلائیں گے۔ تو اب مرزا صاحب کے کون سے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے۔ جو قابل پذیرائی ہے۔ اب الہاموں کے تناقض میں اُمید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا جی عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا ٹھیراتے ہیں۔ فمالکم کیف تحکمون۔

**نمبر دوم**۔ میں قادیانی مرزا جی نے بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑہا دیئے گئے۔ اور پھر اُتار لئے گئے۔ بحالیکہ وہ زندہ تھے۔ اور زخموں کے واسطے حواریوں نے مرہم تیار کی جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ اور کشمیر میں آن کر فوت ہو گئے۔ مگر اس کے خلاف مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا تناقض ہے۔ کہ وہ اس بات کو بالکل باطل اور ہباءً منثورا کئے دیتا ہے۔ جس کا بیان آئیگا فانتظر۔

کاش مرزا جی زندہ ہوتے۔ تو اُن سے دریافت کر لیا جاتا۔ کہ آپ کی اس مرہم میں یہ بات لکھی ہوئی ہے؟ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سُولی پر چڑہایا۔ اور پھر جلدی سے اوتار لیا تھا۔ اور زخم کو جو ان کو لگے تھے۔ ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ اور اگر یہ الفاظ اس مرہم پر لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں۔ کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا۔ اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔ رجماً بالغیب کسی بات

کو بلا ثبوت کہدینے سے کسی محیل وہو کا باز کی صداقت یا مسیحیت طبقہ عقلا کے نزدیک نہیں ثابت ہو سکتی ۔

غرض اس مرہم میں لکھا ہے ۔ کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے ۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کے امراض میں سے کوئی خاص مرض تھی ۔ یا بارہ کے بارہ ہی بیماریاں تھیں ۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کرلیا جائے ۔ کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی تب بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوئی ۔ کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی ۔ اذلیس فلیس یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں پڑتال کتب طب ہی فضول ہے ۔

اب ان امراض کے نام بھی ملاحظہ فرمالیں ۔ اورام حاسبہ[1] (جمع ورم یا سخت) خنازیر[2] (کنٹھ مالا) طواعین[3] (جمع طاعون) سرطانات[4] (ورم سوداوی) تنقیہ[5] جراحات (زخموں کا تنقیہ) اوساخ[6] (چرک) جدت[7] رویانیدن گوشت تازہ ۔ رفع شقاق[8] و آثار (شگاف پا) حکہ[9] (خارش جدید) جرب[10] (خارش کہنہ) سعفہ[11] (مرض سر گنج) بواسیر[12] مشہور مرض ہے قرابادین قادری ص ۴۸۷ مطبوعہ مطبع مجمع البحرین ۔ لودیانہ ۔

**جہاں** سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے ۔ وہ الفاظ یہ ہیں ۔ مرہم حوارئین کہ مسمی است بمرہم سلیخا و مرہم رسل نیز و ان را مرہم عیسیٰ نامند ۔ اب ظاہر ہے ۔ کہ لفظ رسل رسول کی جمع ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے ۔ اور اس نسخہ کے چار نام ہیں حوارئین[1] سلیخا[2] ۔ رسل[3] ۔ عیسیٰ[4] ۔

باوجود اس کے مرزا صاحب نے اس مرہم کو صرف مسیح علیہ السلام

کے صلیبی زخموں ہی کیلئے کیونکر مخصوص کر دیا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری جناب مسیح علیہ السلام کو ہوئی ہو۔ اور اس کے لئے یہ مرہم استعمال کی گئی ہو۔ کیونکہ آنجناب اکثر سفر کیا کرتے اس لئے ممکن ہے۔ کہ ان کے پاؤں میں شقاق۔ ورم۔ یا حکہ (خارش جدید) وغیرہ کی بیماری پیدا ہو گئی ہو۔ اور اس وقت یہ مرہم آنحضرت نے استعمال کی ہو۔ یہ الفاظ مرزا صاحب نے اپنے پاس سے جوڑ لئے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ اور پھر جلدی اُتار لیا تھا۔ اس وقت ان کو زخم ہو گئے۔ ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ یہ ڈھکوسلا مرزا صاحب کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ ایسے افترا پردازیوں سے وہ دہوکا دہی میں کامل مشاق تھے۔ اور احمقوں کو پھانس کر مرید بنا لیا کرتے تھے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ فَاِنَّھُمْ قَدْ ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔

**نمبر سوم**۔ یہ مرزا صاحب نے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب چڑھائے جانے اور اُن کے فوت ہو جانے پر بہت زور دیا ہے۔ اور یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ مسیح بلاد شام میں دفن بھی کر دئے گئے۔ اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک مقررہ تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں صرف بخاری کی حدیث لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجداً کی بنا پر مرزا صاحب نے جناب مسیح علیہ السلام کو سولی بھی چڑھایا۔ مار بھی دیا۔ اور خاص بلاد شام میں دفن کر کے اُن کی قبر بھی بنا دی نہ معلوم یہ سب باتیں مرزا جی نے حدیث قبور انبیائھم والی حدیث بخاری کے کن الفاظ سے اخذ کئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ فی الواقع بات کا بتنگڑ بنانا مرزا جی پر ختم تھا دیکھئے حدیث کیا مشن کی

ہے۔ اور باتیں کس قدر بنائی ہیں۔ سچ ہے۔ ع

ایں کار از آید و مرداں چنیں کنند۔

ایسے ہی استعاروں سے انہوں نے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا اور پھر مار کر بلاد شام میں دفن بھی کر دیا۔ اور نصاریٰ کو اس کی قبر پرستی کا الزام بھی لگا دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے ملا آنست کہ بند نشود۔ رطب گو ید یا یابس۔ دوستو؛ غور کرو۔ کہ مرزا صاحب کہیں تو لکھتے ہیں کہ جناب مسیحؑ کی قبر بلاد شام میں ہے۔ اور کہیں لکھتے ہیں۔ کہ "حضرت مسیحؑ اپنے ملک سے نکل گئے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی۔ اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔

کیا مرزا صاحب کا یہ فرض نہیں تھا۔ کہ وہ بتاتے ان کی قبر پر کس قدر نصاریٰ معتکف اور اس کی قبر کی پرستش کر رہے ہیں۔ جو قبر کہ مرزا صاحب نے کشمیر میں بتائی ہے۔ وہ ایک ہندو حکمران کے قلمرو میں ہے۔ وہاں تو نصاریٰ میں سے ایک صاحب بھی عبادت اور پرستش کرتے نظر نہیں آتے۔ پھر معلوم نہیں کہ میرزا صاحب کشمیر میں قبر مانتے ہوئے بخاری کی حدیث قبور و مساجد کیوں پیش کر رہے ہیں۔ یعنے اگر حدیث مذکور میں مرزا صاحب کی مراد نصاریٰ کا عیسیٰؑ کی قبر پرستی کرنا ہے۔ اور اس سے وہ وفات مسیح پر استدلال کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کشمیر میں مسیح علیہ السلام سے منسوب نہ تو کوئی قبر ہے۔ اور نہ کشمیر میں نصاریٰ کسی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر خواہ مخواہ اس فضول گوئی سے حاصل کیا۔

مزید براں اس حدیث بخاری میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں

کو مساجد بنا یا ہے۔ تو اس حدیث کو پیش کرنے پر مرزا صاحب کا فرض تھا کہ وہ ثابت کرتے۔ کہ نصاریٰ مسیح کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ حدیث کا لفظ قبور انبیآئھم ہے۔ پس اس سے بھی ثابت ہُوا۔ کہ مسیح کی قبر اس حدیث میں مراد نہیں ہے کیونکہ مرزا صاحب کو یہ تسلیم ہے۔ کہ عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصوّر کرتے ہیں۔ پس قبور انبیائھم سے سواء مسیحؑ کے دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ جن کو یہود و نصاریٰ مانتے چلے آرہے ہیں۔ کیونکہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی ہو گا جس کو یہود و نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں مکرر لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں تورات کو پورا کرنے کے واسطے نہیں آیا۔ انہیں دس احکامات کو جو تورات میں ہیں۔ سب کو نصاریٰ مانتے ہیں۔ اور جن تمام انبیاء کا ذکر تورات میں موجود ہے۔ ان کو انبیاء جانتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ قبور انبیائھم سے سواء عیسٰی علیہ السلام کے (کیونکہ وہ فوت ہی نہیں ہوئے) دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ جن کو کہ یہود و نصاریٰ بالاتفاق انبیاء مانتے ہیں پس ثابت ہُوا۔ کہ مرزا صاحب نے اس کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے۔ سب غلط اور عوام فریبی دہوکا دہی پر مبنی ہے فما ھذا الا بہتان عظیم۔

نمبر چہارم۔ میں مرزا صاحب قادیانی نے اپنے خلیفہ حکیم نورالدین کے حوالہ سے یسوع کی قبر کشمیر۔ محلہ خانیار میں ہونا بیان کی ہے۔ اور یوز آسف نام کی اپنے منشا کے مطابق خواہ مخواہ تاویل کرنے میں بہت چالاکی سے کام لیا ہے۔ اور لفظ یوز آصف کو یسوع آسف یا یسوع صاحب

موڑ توڑ کر بنایا ہے۔ جو قطعاً خلاف معقول و منقول ہے۔ اگر اس بُری طرح صحیح لفظوں کو بگاڑنا ہی مرزا صاحب کی مسیحیّت کا استدلال اور نشان ہے۔ تو پھر قرآن و حدیث کی ہر بات اہل غرض بگاڑ کر اپنا مطلب بنا سکتے ہیں۔ اور اس بناء تاویل بازی پر تو دین و دنیا کی ایک بات بھی اپنی اصلیّت پر قائم نہیں رہ سکتی۔ افسوس ہے۔ کہ اس مدعی مسیحیت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظوں کی تاویل کن صورتوں میں کی جا سکتی ہے۔ اس کی جانے بلا۔ اس نے مسیح اور مہدی بننے کے لئے جائز اور ناجائز دونوں ذرائع کو اختیار کر رکھا ہے۔ قرآن و حدیث میں تحریف ہو جائے۔ مگر مسیحیت و مہدویت ہاتھ سے نہ جائے۔ غرض ایسے خیالی ڈھکوسلوں سے وہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ ہم نے وفات اور قبر مسیح کا مسئلہ ثابت کر دیا ہے۔ حالانکہ سوا بے وقوف کے ایسی ہفوات کو کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔

اور مرزا صاحب کی طرح نام بدل دینے میں اگر تاویل سے کام لینا ہو تو پھر مرزا صاحب یوز آسف کو اگر اپنی منشا کے مطابق یسوع آسف خواہ مخواہ تبدیل کر رہے ہیں۔ تو کوئی دوسرے صاحب اُن کی طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ یوز آسف درحقیقت زوج آصف تھا۔ کیونکہ آصف بن برخیاء وزیر تھا۔ جناب سلیمان نبیؑ کا۔ اور یہ مشہور ہے۔ کہ جناب سلیمانؑ کشمیر میں تشریف لے گئے تھے۔ پس ناممکن نہیں ہے۔ کہ اس وقت وزیر آصف کی زوجہ نے کشمیر میں انتقال کیا ہو اور اس مقبرہ میں دفن ہوئی ہو۔ اور وہ مقبرۂ زوج آصف کے نام سے مشہور ہو۔ بعد میں کثرت استعمال سے زوج تو یوز سے بدل گیا۔ اور آصف آسف سے تبدیل ہو گیا ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مگر ایسی تاویلیں امور شرعیہ اور احکام دینیہ میں قابل اعتماد نہیں ہو سکتیں۔ مرزا صاحب ہیں جنہوں نے اپنے مذہب اور عقیدہ کا مدار ہی صرف ایسی رکیک تاویلوں۔ خوابوں اور الہاموں پر رکھا ہوا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں عقل۔ قرآن اور حدیثوں کی بھی وہ پروا نہیں کیا کرتے۔

غرض مرزا صاحب عجب دماغ کے مالک تھے۔ بقول شخصے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد" کہیں کچھ اور کہیں اس کے خلاف کچھ اور لکھ دیتے تھے۔ دُور نہ جایئے۔ اسی موت اور قبر مسیحؑ کے متعلق دیکھئے اس نے کئی پہلو بدلے ہیں۔

مثلاً ایک جگہ تو یہ لکھ دیا ہے۔ کہ "یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں۔ کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا پھر زندہ ہو گیا۔ ص۴۷۳۔ ازالہ اوہام۔

پھر دوسری جگہ بھی اسی کی تائید میں لکھا ہے۔ "یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔ بلفظہ ص۴۷۳ و ۴۷۴ ازالہ اوہام۔

پھر ایک جگہ اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔ ملخصاً ص۱۶۴ حاشیہ در حاشیہ کتاب ست بچن۔

اب لیجئے ان سب اقوال کے خلاف یوں رقمطراز ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔ ملخصاً ص۱۶۴ حاشیہ کتاب ست بچن۔

ناظرین خود اندازہ لگالیں۔ کہ اس شخص کے ان مختلف ادر

متضاد اقوال میں سے کون سے قول کو سچا مانا جائے۔ درحالیکہ ہر قول اس کا بقول اس کے بذریعہ الہام ہوا کرتا ہے۔ نہ معلوم وہ خود جاہل ہے۔ یا اس کا ملہم اس طرح اس کے کذب کو طشت از بام کراتا ہے۔ عقلمند اور فہمیدہ شخص تو ایسی متضاد باتوں کو ہذیان اور ہفوات سے زیادہ وقیع نہیں سمجھ سکتا۔ رہے جہال مرید۔ سو وہ اِنْ هُمْ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کا مصداق ہیں۔ ان کا قول وفعل قابلِ وثوق اور حجت نہیں ہو سکتا۔

**نمبر پنجم۔** ملہم نے مرزا صاحب کو اپنے الہام سے واضح کیا ہے۔ اور عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے۔ اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس کے متعلق ہم صرف اسی قدر کہینگے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ ظاہر نہیں کیا۔ کہ یہ الہام انہیں کس زبان میں ہوا ہے۔ کشمیری۔ تبتی۔ لداخی۔ بلخی۔ بخارائی۔ عربی۔ عبرانی۔ یا انگریزی زبان ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے براہین احمدیہ کے ص۵۵۶ میں انگریزی۔ عربی۔ عبرانی۔ زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھا ہے۔ کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب غور فرمائیں؟ کہ پنجابی نبی کو الہام انگریزی۔ عبرانی۔ عربی زبان میں ہونا معنی ندارد۔ کیونکہ وہ غیر زبانوں کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ فرمائیے پھر ایسے فضول الہام ہونے سے حاصل کیا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ الہام تو ہوتا ہے نبی کو اور وہ اس کا مطلب سمجھنے میں ایک انگریزی خوان

طالب العلم کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ ایسے الہام کرنے کی خدا کو ضرورت ہی کیوں ہوئی۔ جس کے معنی اس کا نبی سمجھ نہیں سکتا۔ اور ایک غیر ذمہ دار شخص جو معنی اس کے بیان کر دیتا ہے۔ بے چون وچرا اس پر اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ کیا آپ یقین کر لینگے۔ کہ ان غیر زبانوں میں الہامات ہوں۔ جن کو مرزا صاحب نہ جانتے ہوں۔ اور نہ اُن کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ کیا ایسے الہام یقینی اور قطعی کہلا سکتے ہیں۔ کیا ایسے الہام کی بنا پر مرزا صاحب مسیح موعود قرار پا سکتے ہیں۔ یہ باتیں سراسر سنّت اللہ کے خلاف۔ اور ناقابل عمل درآمد ہیں۔ مضحکہ صبیان سے قطعاً زیادہ وقیع نہیں ہو سکتیں۔

سنئے؟ حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام ملک کنعان میں تھے۔ اور ان کی زبان عبرانی تھی۔ اس لئے تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے انجیل یونانی زبان میں نازل ہوئی۔ ہمارے مولا خاتم الانبیاء سید الرسل ہادی السبل محمد مصطفےٰ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام ملک عرب میں تھے۔ ان کی کتاب قرآن مجید بلسان عربی مبین نازل ہوئی۔ قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ۔ پ ۱۳ ع ۱۳۔ یعنی جب کبھی ہم نے کوئی پیغمبر بھیجا۔ تو (اس کو) اس کی قومی زبان میں (بات چیت) کرتا ہوا بھیجا۔ قومی زبان میں ہر پیغمبر کے آنے کی علّت خود آیت نے لِیُبَیِّنَ لَھُمْ بیان کر دی ہے۔ کہ وہ اس قوم کو اس کی زبان میں احکام خدا بیان کرے۔ پس پنجابی نبی ہو کر

غیر زبان انگریزی میں الہام بیان کرنے اس آیت قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہی سنتہ اللہ ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ ورنہ خوط القتاد۔ و موجب للفساد۔ بین العباد

پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ملک پنجاب میں یہ سُنت اللہ کیوں تبدیل ہو گئی۔ حالانکہ اس کے متعلق نص موجود ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ اس حکم کے مطابق لازم اور ناقابل تغیر سنت اللہ یہ ہونی چاہئے تھی۔ کہ پنجابی نبی کے لئے بھی تمام وحی اور الہام پنجابی زبان میں کئے جاتے۔ جب وہ نبی صادق ہوتا۔ مگر کذّاب مدّعی کا کذب پھر کیونکر ثابت ہوتا۔ یہ درحقیقت صداقت کا بیّن نشان ہے۔ کہ اس کذّاب کے دماغ میں اس کا خیال تک بھی پیدا نہ ہوا۔ کہ جب میں پنجاب کی سرزمین میں دعوئے نبوّت کرنے لگا ہوں۔ تو الہام بھی پنجابی زبان میں گھڑتا رہوں۔ تاکہ سنتہ اللہ کی تبدیلی کا الزام عاید نہ ہو سکے۔ ولنعم من قال ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

جب اس کذّاب نے اولو العزم انبیاء علیہم السلام کی شان میں ناشایاں اور گستاخانہ رویہ اختیار کیا۔ تو خدا نے اس کا کذب۔ افترا۔ اور بہتان اس کی اپنی ہی زبان سے طشت از بام کر دیا۔

چالاک مرزا صاحب کچھ ایسے نڈر ہیں۔ کہ اندھا دھند جو چاہتے اور جو جی میں آتا ہے۔ بے تکلف کر ڈالتے ہیں۔ جو کچھ نوک قلم سے نکل جائے۔ بس وہی الہام و وحی سے تعبیر ہوتا ہے۔ ابن اللہ۔ اور خدائی کا دعویٰ بھی اس لئے کر دیا۔ کہ عیسائیوں کے خدا کو اپنے طرف سے نہ صرف

مار ہی دیا۔ بلکہ کشمیر میں اس کو قبر میں دفن بھی کر دیا۔ مرزا قادیانی جب تک خدائی عہدہ داروں کو جان سے مار نہیں ڈالتے۔ اس کے عہدے کا خود مدعی نہیں ہوتے۔ خیال رہتا ہوگا۔ کہ ان کے واپس آنے پر کہیں معزول نہ ہونا پڑے۔ اس لئے جب تک اس کو قبر میں داخل نہ کریں۔ دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔ سچ ہے ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

## مرزائیوں کی دو پارٹیاں

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد اس کی جماعت اب دو پارٹیوں میں تقسیم ہوئی۔ ایک محمودی۔ اور دوسری پیغامی کے نام سے مشہور ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ مرزا صاحب کے خیالات کی اشاعت میں منہمک ہیں۔

**محمودی پارٹی** کا مرکز تو قادیان ہے۔ اور وہ مرزا محمود فرزند مرزا صاحب کو ان کا جانشین اور خلیفۃ المسیح مانتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں مرزا صاحب نبی۔ رسول اور مسیح و مہدی وغیرہ وغیرہ سب ہی کچھ ہیں۔ جن باتوں کا اس نے اپنی کتابوں میں دعویٰ کیا ہے۔ اور وہ منکرین مرزا صاحب کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ پارٹی مرزا محمود صاحب کو اگرچہ پدر نتواند پسر تمام کند کا مصداق سمجھتی ہے۔ وہ بھی پدر بزرگوار کی طرح خود شان نبوت لئے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ خدا ہی ہے۔ جو اس سے مسلمانوں کو بچالے۔

**پیغامی پارٹی** کا مرکز لاہور ہے۔ ان کا امیر مولوی محمد علی صاحب

ہے۔ یہ پارٹی تدریجاً مرزا صاحب کے دعاوی کی تاویل کر کے مصلحۃً انکی رسالت نبوت سے انکاری ہو گئی ہے۔ اور فی الحال یہ پارٹی اگرچہ مرزا صاحب کی حیثیت لفظاً ایک مجدد سے زیادہ نہیں مانتی۔ مگر اصول اور فروع میں وہ بھی اسی کے احکام کی پابند نظر آتی ہے۔

یہ مسلّم ہے۔ کہ یہ پارٹی باوجود تاویلوں کے مرزا صاحب کو دعویٰ رسالت و نبوت سے کسی طرح بری الذمہ نہیں کر سکتی کیونکہ مرزا صاحب نے یہ صریح لفظوں میں لکھا ہے۔ کہ اُن الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۲ رسالہ دعوت قوم۔ اُنکی تصانیف میں رسالت کے ایسے دعوے بکثرت ہیں۔

اب کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے ان الفاظ میں کھلم کھلا پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ کیا پیغمبروں کے القاب سے وہ ملقب نہیں ہوئے۔ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں۔ کیا خدا کا امین نبی نہیں۔ کیا جس پر ایمان لایا جائے وہ پیغمبر ہیں ان دعاوے میں کوئی شبہ ہے۔ کہ جس سے آپ مرزا صاحب کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے۔ اس پر جب مرزا صاحب کو کوئی کہتا۔ کہ تم پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو فوراً کہتے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہی حال پیغامیوں کا ہے۔

ایسی صورت میں انصاف سے کہئے۔ کہ پیغمبری۔ رسالت اور نبوت میں کچھ کسر باقی رہی پھر ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ آؤ خدا کو مانو۔ اور ایسی بے تکی ہانکنے سے باز آجاؤ۔ کہ موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے ورنہ اسلام میں اس رخنہ اندازی سے تم یقیناً مشغول الذمہ رہو گے۔ فتدبر ولا تکن من الغافلین۔

غافل مشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدے
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ

علی الحائری

محلہ شبعان
موچی دروازہ
لاہور

محررہ
۸ ماہ مارچ
سنہ ۱۹۲۶ء

# الهدیٰ

یہ رسالہ عجیبہ غریبہ تحقیق سجدہ کعبۃ اللہ اور تردید فرقہ آریہ۔ قیمت ایک آنہ ار

# البرہان

اِس رسالہ میں خلافت حضرت ابوبکر کے وقت حضرت علی علیہ السلام کا دعوےٰ کرنا اور اظہار معجزہ فرما کر اپنی خلافت پر استشہاد کرنا درج ہے۔ قیمت ایک آنہ ار

# اللواء

یہ رسالہ شریفہ زمین کربلائے معلیٰ میں مردوں کے دفن کے ثواب میں ہے۔ قیمت ار

# المؤید

یہ رسالہ ایک پادری کے جواب میں حضرت محمد صلعم کی افضلیت حضرت عیسیٰؑ پر ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ایک آنہ .. .. .. .. ار

# نفی رویت اللہ

دنیا و آخرت میں خدا کے نہ دیکھنے کا ثبوت۔ قرآن شریف اور دلائل قاہرہ سے قیمت فی جلد صرف دو آنے .. .. .. ۲ر

# نفی الجبر

انسان کے خود مختار اور خدا کے عادل ہونے کے ثبوت میں۔ قیمت ۲ر

# قاطع البرہان

علم کلام اور عقائد حقہ کا بیان۔ دلائل اور براہین قاطعہ سے۔ قیمت ۶ر

# تحفہ حیدریہ

قیمت ڈیڑھ آنہ .. .. .. .. .. .. .. ار

ملنے کا پتہ:۔ کربلائی شیخ غلام علی شہید یہ منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور

# موعظہ حسنہ الملقب بہ اظہار حقیقت بجواب رسالہ اظہار حقیقت

کا ایڈیشن سویم یعنی وہ ۵ گھنٹہ کی معرکۃ الآرا مکمل تقریر جو ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو بموقعہ بازار لاہور کی انجمن دائرۃ الاصلاح کے معرکۃ الآرا جوبی ڈ کے سات سوالوں کا جواب دیتے ہوئے حضور حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین سرکار شریعت مدار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دامت برکاتہ نے مختلف المذاہب دس ہزار کے مجمع عام میں ۴۸ معتمدہ کتب اہل سنت سے عبارتیں پڑھ کر سنائیں۔ اور کسی مخالف کو انکار کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ بلکہ علمائے اہل سنت کو اس کے بعد اپنے مواعظ میں آج مجبوراً ان مسائل کا علی الاعلان اقرار کرنا پڑا۔ اسی رسالہ کے ذریعہ اس وقت تک دو ہزار نفوس شیعہ ہو چکے ہیں۔ اس تعداد میں ۳ انگریز ۵ سکھ اور ۹ ہندو بھی شامل ہیں۔ اب تیسری مرتبہ یہ رسالہ بازدیاد اضافہ اکثر حواشی جدیدہ مفیدہ شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ اشتہارات بھی درج کر دیئے گئے ہیں جو میاں منشی معراج دین صاحب بانی انجمن دائرۃ الاصلاح نے اس موعظہ سے متاثر ہو کر اپنے عقیدہ کے متعلق شائع کر کے تمام سُنی علماء سے جواب طلب کیا تھا۔ اور اس وقت تک کوئی سُنی مولوی اس کا جواب نہ دے سکا۔ یہ تیسرا ایڈیشن خوشخط اور اعلیٰ طباعت و کاغذ ڈمی پر ۱۴۸ صفحات پر معہ سرورق رنگین کے شائع ہوا ہے

قیمت فی جلد صرف ۸ معہ فوٹو علامہ صاحب ۹ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ :- کربلائی شیخ غلام علی شہیدیہ تاجر کتب و منیجر

خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

صرف سرورق گیلانی پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپا